ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

تعارف و کردار سلاسل اربعہ

Anees Ur Rehman Muhamamd Qaim
M.Phil. Islamic Studies, University of Okara, Okara
Sahib.e.alward787@gamil.com
Tahir Mehmood Saeedi
Ph.D. Scholar, Green International University, Lahore
Tahirmehmood5877@gmail.com

Abstract

Sufism is a subject that had its origin in the Prophetic era, but in the fourth century Hijri, the monastic system began formally. Sufism is the inner essence of the foundation of Islam which circulates like blood in the beliefs, morals, actions, and all other components of the Sharia law, society, economy, and politics. Every system is a structure, and its soul is spirituality. This structure is called Islamic jurisprudence. So, jurisprudence and Sufism are closely related, these two components are two aspects of the same reality. Both are bound in an unbreakable relationship of unity. One teaches the manners of living, while the other makes it credible. One outlines the civilization and the other adds color to it. One shows the way to reality and the other leads to the destination. Here the introduction and role of the four chains of Sufism are described.

تصوف اسلام کی شیرازہ بندی کا وہ داخلی عنصر ہے جو عقائد ، اخلاق ، اعمال اور شریعت کے تمام اجزاء میں لہو کی طرح گردش کر رہا ہے قانون ، معاشرت، معیشت اور سیاست ہر نظام ایک ڈھانچہ ہے اوراسکی جان روحانیت ہے۔ یہی ڈھانچہ فقہ اسلامی کہلاتا ہے۔ یوں فقہ اور تصوف کا باہمی تعلق بہت گہرا ہے یہ دونوں اجزاء ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔ دونوں وحدت کے اٹوٹ رشتے میں پروئے ہوئے باہم لازم و ملزوم۔ایک زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھلاتا ھے تو دوسرا اسے معتبر بناتا ہے۔ ایک تہذیب کا خاکہ دیتا ہے تو دوسرا اس میں رنگ بھرتا ہے۔ ایک حقیقت کا راستہ دکھاتا ہے اور دوسرا منزل تک پہنچاتا ھے۔

اس امر کی ضرورت ہے کہ خانقاہیں ہمارے معاشرے میں کس طرح کار گر ثابت ہوتی ہیں۔ ہر طبقہ آسانی سے خانقاہ سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ خانقاہی نظام قرآن و سنت کے مطابق نہ صرف تعلیمات سے آراستہ کرتا ہے بلکہ تہذیب اور معاشرے میں رہن سہن کا سلیقہ بھی فراہم کرتا ہے۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا:

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا[1]

ترجمہ: "اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں"

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ[2]

ترجمہ: "اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں انہیں اللہ کی طرح معبود رکھتے ہیں اور ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں"

اسلامی تعلیمات کا محور تقویٰ پر ہے جیسا کہ

[1] سورۃ الفرقان :63

[2] سورہ البقرہ:165

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا:

"کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی برتری حاصل نہیں مگر جو پرہیزگار ہے وہ دوسروں سے افضل ہے۔[3]

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان نقل کیا ہے کہ:

" ہماری بنیاد کتاب و سنت پر ہے اور ہر وہ طریقہ جو کتاب و سنت کے خلاف ہے وہ باطل و مردود ہے۔"

ان کا یہ فرمان بھی ہے:

"جس شخص نے حدیث نہیں سنی اور فقہا کے پاس نہیں بیٹھا اور باادب شیخ سے ادب نہیں سیکھا وہ اپنے مریدین کو گمراہ کر دے گا۔"[4]

خانقاہی نظام نے عام تعلیمی اداروں کی طرح محض پند و نصیحت اور وعظ و تقاریر سے کام نہیں لیا بلکہ ایک فنی تربیت گاہ کی طرح طالبیں کو کئی سال پاس رکھ کرنہ صرف ظاہری علوم پڑھائے بلکہ انکے کردار کی تربیت کی ذمہ داری بھی سنبھالی اور ادوار و اذکار مشاغل ومراقبات کی چکی میں اس قدر تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کروایا کہ نفس تمام امراض خبیثہ سے پاک صاف ہو کر ایسے مردان خدا بنے کہ فرشتوں نے بھی رشک کیا۔ خانقاہ حقیقت میں صفّہ ہی کے جیسا چبوترہ ہے جہاں مرشد اپنے شاگرد کی معاشی، روحانی، اخلاقی اور معاشرتی تربیت کرتا ہوا انسان کا تعلق بلاواسطہ اللہ کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔ تعلق للہ ہی اصل خانقاہی نظام کی اساس ہے۔ خانقاہی نظام کا مقصد اول ہی اللہ ورسول ﷺ کی محبت کو نہ صرف اپنانا بلکہ فروغ دینا بھی ہے۔ صوفیائے کرامؒ کی محافل ہمیشہ رحمن کی بندگی اور انسانیت کی دادرسی، تعلیم و تربیت اور ذکر و تدبر کا ایسا مرکز ہیں جہاں سے کروڑہا تشنگان وصل حق کی چاشنی سے شناسا ہوئے اور پھر انہوں نے لاکھوں گم گشتہ راہیوں کو محبت الٰہی و عشق مصطفیٰ کی منزل دکھائی۔

ہمہ وقت خشیت معبود کا ہونا ، دین الٰہی کی خاطر لالچ سے کنارہ کرنا، ہر ذی روح کو اپنے سے بہتر کہنا، ذاتیات کی ذات الٰہی کے حکم پر نفی کرنا، دولت و دنیا سے محبت سے بیزاری اور شہرت و ناموری سے اکتاہٹ، نرم طبع اور مزاج میں عاجزی و انکساری پیدا ہونا ہی اسلام کی اساس کا ابتدائی مرحلہ اور اس کا عادت ثانیہ ہونا عروج کی ابتدا ہے۔ اولیاءاللہ کی زندگیاں انہی تعلیمات کا مظہر ہیں۔ ان کی سیرت میں تقدّس، کردار میں حد درجہ پاکیزگی، پیغام میں اخلاص اور لہجوں میں بلا کی شفقت ہے۔

مہر کے واصلین باللہ، علم بے کراں کے چلتے پھرتے درخشاں ستارے، روشن ضمیر اسوہ رسول ﷺ کے یہ محرک انسان، صوم وصلوۃ کے یہ کوہِ گراں، تقویٰ ، صبر و تحمل کے عظیم شاہکار۔ عدل وانصاف کے یہ پیامبر عالم ناسوت کے شجرِ سایہ دار کا عکس جو نہ صرف اپنوں کو ہی سایہ مہیا کرتے ہیں بلکہ غیروں کو بھی یکسانیت کا درجہ دیتے ہیں، ان کی گہری چھاؤں میں ہر طرح کی مخلوق اک جیسا سکون محسوس کرتی ہے۔ اس باران رحمت نے چمن کیلئے بادِ نسیم کے خوش گوار جھونکے جو ان ہستیوں نے مخلوق کے قلوب و اذہان پر مطمئن نفس ہونے کی مہربانی فرمائی۔ یہ عقیدت و محبت کا محور ٹھہرے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف توبۃالنصوح ہی حاصل بحث ہے۔ تصوف کے بارے میں مختلف تعبیریں ہیں اور اس کی وضاحت بیان کرنے والے متعدد اقوال ہیں جن میں ہر انسان کے علم، حلم و عمل اور قال، حال و ذوق کا اعتبار کیا گیا ہے جس شخص کو معبود برحق کی سچی توجہ کا حصہ حاصل ہو اسے تصوف کا ایک حصہ حاصل ہوا۔ پس ہر شخص کا اسلام اس کی سچی توجہ ہے اور سچی توبہ کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ اس طرح ہو کہ اللہ کریم اس سے راضی ہو اور یہی ایمان ہے اور ایسے طریقے پر ہو جسے وہ پسند کرے اور یہی اطاعت ہے اور اسی کی انتہا حدیث جبریل سے احسان ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی مشروط بغیر شرط کے صحیح نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اپنے منتخب بندوں کے لئے کفر و شرک جیسی ذرہ سی کوتاہی کو ناپسند کرتا ہے اور تمہارے شکر کرنے پر وہ

[3] معجم اوسط، حدیث 4749

[4] شاہ عبدالحق محدث، تعارف فقہ و تصوف، الممتاز پبلیکیشنز لاہور، س 1999، ص 68

تمہارے لئے اسی کو پسند فرمائے گاجو تم پسند کرتے ہو۔ لہذا اسلام پر عمل ضروری ہے۔ اور تصوف بغیر فقہ کے نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالی کے ظاہری احکام فقہ ہی سے حاصل ہوتے ہیں ، اور فقہ بغیر تصوف کے نہیں ہے کیونکہ عمل بغیر سچی توبہ کے نہیں ہو سکتا ۔ عمل اور سچی توبہ ایمان کے بغیر نہیں پائے جاتے ، کیونکہ ایمان کے بغیر ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں پایا جاتا ، ان تینوں امور(ایمان ، عمل اور صدق توجہ) کا جمع کرنا ضروری ہے۔ ان میں باہمی تعلق وہی ہے جو جسم و جان میں ہے۔ پس فقہ مقام اسلام ہے ، علم عقائد کے اصول ، مقام ایمان اور تصوف مقام احسان ہے۔ جس کی تفسیر نبی اکرم ﷺ نے یوں کی ہے: "تم اللہ تعالی کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو ، اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ یقینا تمہیں دیکھ رہا ہے۔" لہذا تصوف دین کا ایک بنیادی جزو ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو سکھائی تا کہ امت اس کا علم حاصل کرے۔

تعارف وکردار سلسلہ قادریہ

سلسلہ قادریہ کے بانی وامام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں آپ کی تعلیمات وتربیت سے سلسلہ قادریہ کو بہت وسعت ملی۔ قادریہ سلسلے میں بہت زیادہ رواداری کا عنصر پایا جاتا ہے اور اس کے اصول وضوابط میں کسی بھی طرح کی انتہا پسندانہ شدت موجود نہیں ہے۔ یہ زیادہ تر ان حالات کے سبب ہے جن کے زیر اثر اس سلسلہ کی ابتدا ہوئی۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کادارومدار روادار اور قوت برداشت پر ہے۔آپ روحانیت کی تعلیم حاصل کرنے والوں کو ہدایت کرتے ہوئے اپنی کتاب غنیتہ الطالبین میں دس باتوں کی پابندی کر کے ان اصولوں کو آزمایا ہے۔ اب جو کوئی ان اصولوں کی پابندی کرے گا تو بلند مراتب پر فائز ہوں گا۔ ان امور عشرہ میں سے دو درج ذیل ہیں۔

1۔کسی کو بددعا نہ دی جائے اگرچہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہو۔

2۔کسی اہل قبلہ کو بالکل مشرک، کافر یا منافق نہ کہا جائے۔[5]

شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو یہ تعلیم دی کہ مخالف مسلک یا مذہب والے کو آزادی کا حق دیتے ہوئے آپ جسے حق سمجھتے ہیں اس پر ڈٹے رہیں ۔ آپ خود جب واعظ فرماتے تو اسی سوچ کو مد نظر رکھتے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔آپ خود بیان کرتے ہیں کہ " میرے ہاتھ پر ہزار سے غیر مسلم نے اسلام قبول کیا۔ معاشرے میں جرائم پیشہ اور عیار لوگوں میں سے لاکھوں کی تعداد میں توبہ کر کے صوفی باصفا ہوئے جو اللہ کی بڑی نعمت ہے۔"[6] اگر کوئی واعظ مخالف مسلک یا مذہب والے کو برداشت نہ کرتا ہو تو اس کی دعوت اس تک محدود رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس جو رواداری شیخ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے پیروکار میں پائی جاتی ہےوہ یہ کہ دعوت دین پھر آگے پھیلنا شروع ہو جاتی ہے۔ سوچنے کی ہر شخص کو آزادی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْ مِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرُ [7]

پس جو(کوئی) چاہے ایمان لے آئے اور جو(کوئی) چاہے کفر کرے

کسی شخص کو زبردستی اسلام میں داخل نہیں کیا جاسکتا۔ اچھی اور پیار ومحبت سے دعوت پیش کر دینا اہل علم کی ذمہ داری ہے۔ یہی وہ سوچ ہے جو سلسلہ قادریہ کے بانی اور پیروکاروں میں موجود تھی۔

سلسلہ قادریہ کے صوفیاء کہتے ہیں کہ کسی بدذات شخص سے، جس سے شر پھیلنے کا اندیشہ ہو۔کشادہ روی سے ملنا اپنی سلامتی کے لیے ہوتا ہے یہ نفاق یا ریا نہیں۔

---

[5] شیخ عبدالقادر جیلانی، فتوح الغیب، مترجم راجہ رشید محمود، فرید بک سٹال لاہور، س۔ن، ص147

[6] ایضاً

[7] سورہ کہف :29

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے اجازت مانگی تاکہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو۔ میں بھی آپ کے پاس تھی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

"بڑا بد ذات ہے" اور اندر آنے کی اجازت دے دی۔ جب وہ اندر آیا تو آپ نے اس سے بڑی نرمی کے ساتھ باتیں کیں۔ مجھے حیرت ہوئی۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے آپ سے اس بارے میں پوچھا ۔ آپ ﷺ نے فرمایا :"بد ترین انسان وہ ہے جس کی لوگ اس وجہ سے عزت کریں کہ اس کے شر سے بچا جائے۔"[8]

صوفیائے قادریہ نے لوگوں کو آپس میں پیار و محبت کے ساتھ رہنے کا درس دیا اور عفود در گزر سے کام لینے کی تلقین کی ۔ حضرت ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ فراغت حج کے بعد بغداد پہنچے اور شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان بنے ۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ ہمارے لیے کیا تحفہ لائے ہو؟ فرمایا یہ تحفہ لایا ہوں کہ اگر کوئی شخص تمہارا قصور وار ہو تو اس کو اپنا ہی قصور تصور کرو اور اگر نفس اس پر مطمئن نہ ہو تو جبر کر کے نفس سے اس کا قصور معاف کراؤ۔[9]

سلسلہ قادریہ کے صوفیاء نے بھی یہی تعلیمات دی ہیں جن میں سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ **ضلع جھنگ** اور حضرت قاری قمرالدین رحمۃ اللہ علیہ فنافی ذات ھو (دربار قاری صاحب الوردی شریف) ضلع پاکپتن ہیں۔اس معاشرے میں ایسا نہیں تھا جو ظاہری و باطنی پہلوؤں کی طرف متوجہ ہوتا اور روحانیت کی تعلیمات کو ضروری سمجھتا۔ان تعلیمات کے لئے صوفیاء کرام نے ایک تحریک کا آغاز کیا جس نے دین کے ہر پہلوؤ پر خصوصی توجہ دی اور اسے عملی جامہ پہنایا۔

انہی تعلیمات پر چل کر عوام الناس نے خود کی اصلاح کی۔ محاسبات سے مشاہدات تک کا سفر کیا اور اپنی عملی تبلیغ سے اہل اسلام کو دعوت دی۔زہد سے عشق الہی کا سفر مادیت سے بچ کر اپنے آپ سے مجاہدہ کرنے کے بعد خود کو اللہ کی ناراضی اور جہنم کی آگ سے بچایا۔

ان صوفیاء کی روحانی تربیت کا پہلا مرحلہ انسان کا اپنے اندر کی اصلاح کرنا ہے یعنی تفکر فی انفسکم ،اپنے اندر سے نفسیاتی بیماریوں اور آلائشوں کو دور کرے اور دل کی دنیا کو عشق مصطفی سے آباد کرے ،چنانچہ اس طبقہ کی ساری توجہ عشق مصطفی ﷺ کی تربیت کے لئے تھی۔

انسانی اوصاف کو خصوصی تربیت اور مرشد کی توجہ باطنیہ سے ایک منہج دائمی مستحکم کیا جاتا ہے۔انہی معاشروں میں انبیاء اولیاء اور کاملین کا یہی کردار رہا ہے۔ انہوں نے اپنے قول و افعال سے اچھے افراد ،صالح جماعتیں اور پرامن و پاکیزہ معاشرے پیدا کئے۔

شجرہ عالیہ قادریہ

- امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
- حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت امام موسی کاظم رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت امام علی بن موسی رضا علیہ السلام
- شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

---

[8] امام بخاری، صحیح البخاری:6032

[9] شیخ فریدالدین عطار، تذکرۃ الاولیاء قادری رضوی کتب خانہ، س۔ن، ص244

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

- شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ ابی بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ عبد الواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ ابو الفرح یوسف طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ ابی الحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ سعید مبارک المخزومی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ محی الدین سید نا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ[10]

تعارف وکردار سلسلہ نقشبندیہ

صوفیاء کا یہ سلسلہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ نقشبندیہ سلسلہ ابتدائی سلاسل میں سے ہے۔ اسے سلسلہ خواجگانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس سلسلے کے عقیدت مندان نقشبندی کہلاتے ہیں جو نہ صرف پاکستان، بھارت اور وسط ایشیا بلکہ ترکی میں بھی کثیر تعداد میں آباد ہیں۔

خواجہ باقی باللہ اکبر بادشاہ کے عہد میں سلسلہ نقشبندیہ کو استحکام بخشا۔ ان کے حلقہ مریدین میں نامور شخصیات شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور مجددی الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور انہوں نے اس سلسلہ کی ترویج واشاعت میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تصوف میں ایک بڑی خدمت یہ بھی ہے کہ انہوں نے شریعت و سنت کی اتباع پر زور دینے کے ساتھ ساتھ غیر اسلامی عناصر کو اسلامی فکر سے بالکل علیحدہ کر دیا اور معاشرے میں پھر سے نئی روح ڈال دی ۔ آپ نے اپنی تعلیمات سے سلسلہ نقشبندیہ کو اس حد تک مؤثر بنایا کہ اس سلسلہ کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کہا جانے لگا۔

فضائل اخلاق وہ اقدار ہیں جو ہر طبقہ کے لیے اشد ضروری ہیں لیکن دور حاضر کے انسان میں تحمل اور برداشت نہیں۔ ہم دوسروں کی غلطی پر فوری گرفت کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں لیکن اپنی بڑی سے بڑی غلطی کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ کے صوفیاء نے دیگر سلاسل کے صوفیاء کی طرح ہمیں تحمل اور برداشت کی تعلیم دی ہے جس کے سبب حاصل ہونے والی اذیت کو ہم برداشت کر سکتے ہیں۔

موجودہ دور کی ایک بڑی برائی میں مذہب کا تعصب بھی عام ہے۔ جس کے زیر اثر دہشت گردی اور قتل و غارت جیسی برائیاں آج کے زمانے میں موجود ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے صوفیاء ہر طرح کے تعصب و امتیازات کو ختم کر کے مساوات کا سبق دیتا ہے۔ صوفیائے کرام عقیدے اور زبان پر کسی سے تعصب ہیں رکھتے۔ وہ تعصب اور تنگ نظری کو قبول نہیں کرتے بلکہ اسلام کے عین مطابق ہے مذہبی معاملات میں کشادہ نظر اور رواداری کا داعی ہے۔ اسلامی مساوات میں سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور فضیلت محض تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ سب اسی معبود برحق کے بندے ہیں جو رحمن و رحیم ہے۔ کیونکہ صفت رحمن تمام اہل اسلام کو انسانیت کا سبق دیتی ہے۔

تمام سلاسل اور خصوصاً نقشبندیہ نے دشمنوں کے ساتھ بھی اچھا رویہ رکھنے کی تعلیمات دی ہیں۔

---

[10] محمد دین کلیم، تذکرہ مشائخ قادریہ، مکتبہ نبویہ لاہور، س 1975، ص 92

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اس سلسلہ کے صوفیاء نے اپنے کردار سے معاشرے کے لئے اصلاح کا جس قدر سامان مہیا کیا ہے وہ قابل قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی فراخ دلی اور وسیع الخیالی کی وجہ سے امن و سکون، وضع داری ، ہر ایک سے برابر کا سلوک اور نرمی اپنا کر معاشرے میں امن و امان پیدا کیا ہے۔ ایسی ہی رواداری کے سبب معاشرے میں اخوت اور بھائی چارے جیسے جذبات ابھرتے ہیں۔

صوفیائے کرام نے اپنے پیروکاروں کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دی۔

حسن خلق کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔

(1)جو نیکی تم کر سکتے ہو اس میں سستی نہ کرو۔

(2)اس بات کا خیال رکھو کہ تم سے کسی کو ظاہری یا باطنی طور پر کوئی تکلیف نہ پہنچے ۔

دوسرا کام وہی شخص کر سکتا ہے جو بنی نوع انسان کی نفسیات سے واقف ہو اور انسانوں کی کمزوریوں سے آشنا ہو اور صاحب سخاوت اور صاحب صبر ہو۔

سلسلہ نقشبندیہ کے بعض مشائخ کا کہنا ہے کہ حسن خلق یہ ہے کہ فرائض کی ادائیگی اور خدمت خلق میں جو مصیبت بھی تم پر آن پڑے اسے قبول کر لو اور کسی قسم کی تلخی اور پریشانی کا اظہار نہ کرو۔ خدمت خلق کو عظیم درجہ حاصل ہے ۔ یہ بات دراصل اس حدیث کی تشریح ہے کہ

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

" مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"[11]

سلسلہ نقشبندیہ کے صوفیاء نے اپنے اخلاق اور رواداری کے ذریعے کئی لوگوں کو مسلمان کیا۔ مشائخ کے اقوال میں سے یہ معقولہ ورد کی طرح ہے "التصوف کلہ خلق" یعنی تمام تصوف اخلاق پر ہے،اوراسلام کی اساس یہی ہے کہ تصوف یعنی اسلام کواپنانے سے انسان میں تمام رزائل معدوم ہوجاتے ہیں اوراخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ عیاں ہوتاہے۔

شجرہ سلسلہ معظمہ نقشبندیہ

- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- سلطان بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ
- شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ
- شیخ ابو القاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ
- شیخ بو علی فارمیدی رحمتہ اللہ علیہ

[11] الصحیح البخاری:10

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

- شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ عبد الخالق منجد وانی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ خواجہ ابو عارف دیوگری رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ عارف انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ سید میر کلال رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ خواجہ بہاوالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ[12]

تعارف وکردار سلسلہ چشتیہ

ہندوستان میں روحانیت شیخ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے سے پہنچی ہے۔ یہاں آکر آپ نے سلسلہ چشتیہ کی بنیاد رکھی۔ سینکڑوں ہندو آپ کے اخلاق ، رواداری، فیاضی اور ایثار دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس سلسلے کی دو شاخیں ہیں چشتیہ صابریہ اور چشتیہ نظامیہ ۔ چشتیہ صابریہ کےامام شیخ صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور چشتیہ نظامیہ کے امام حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہیں ۔

ہندوستان کے قدیم چشتی صوفیاء شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب" عوارف المعارف" کو اپنا اثاثہ اور بڑا ہدایت نامہ سمجھتے تھے۔ صوفیائے چشتیہ یہی کتاب اپنے مریدوں کواسباق کے ساتھ پڑھایا کرتے ہیں۔

صوفیائے چشتیہ نے لوگوں کو رواداری ، پیار، محبت اور قوت برداشت کا سبق دیا۔ان کے نزدیک انسان کی خدا سے محبت کی تین قسمیں ہیں۔

1. محبت اسلامی: وہ محبت جونو مسلم کو نیا دین قبول کر لینے کی وجہ سے خدا سے پیدا ہوتی ہے۔
2. محبت موجبی:وہ محبت جو انسان کے دل میں سنت رسول پر عمل کرنے کی کوشش سے پیدا ہو۔
3. محبت خاص: یہ ایسی محبت ہے جو کائناتی جذبے کا نتیجہ ہے۔

پہلی دونوں قسمیں تو عموماً پائی جاتی ہیں۔ صوفیاء نے تیسری محبت کو پھیلانے ، عام کرنے اور لوگوں کو سکھانے کی کوشش کی۔ کائنات میں رہنے والا ہر شخص خواہ اس کا تعلق کسی فرقے ، مذہب اور عقیدے سے ہو، وہ اس لائق ہے کہ اس سے محبت کی جائے۔

سلسلہ چشتیہ کے صوفیاء لوگوں کو امن و سکون کے ساتھ زندگی گزارنے کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ امن و صلح اور عالم ناسوت سے بیزاری پر اعتقاد رکھتا ہے۔انتقام اور بدلے کو حیوانی دنیا کا طریقہ خیال کرتے ہیں۔ وہ تمام جھگڑوں اور امتیازات سے آزاد ایک صحت مند معاشرتی نظام کے لیے جیتے اور کام کرتے تھے۔

سلسلہ چشتیہ کے بزرگ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ حاضرین محفل نے کہا کہ بعض لوگ آپ کیلئے برے الفاظ کہتے ہیں تو ہم سے یہ سنا نہیں جاتا۔ تب آپ نے فرمایا کہا گر میں سب کو معاف کر دیتاہوں تو تم بھی معاف کر دو اور ایسے انسان سے جھگڑا بھی نہ کرو اور اگر دو آدمیوں کے درمیان کوئی اختلاف ہو تو اس کو بھی دور کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ آدمی اپنے دل کو عداوت سے خالی کر لے اس نیکی کے سبب دوسری

[12] شاہ ابو سعید، اربعہ انہار، مطبع مجتبائی دہلی، س1311ھ، ص29

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

طرف سے دل آزاری کم ہو جائے گی۔ خواجہ نظام الدین اولیاء کا کہنا ہے کہ دنیا کا عام اصول تو یہ ہے کہ نیکوں کے ساتھ نیکی اور بروں کے ساتھ برائی کی جائے لیکن مردان خدا کا اصول یہ ہے کہ بدی کا بدلہ بھی نیکی سے دیا جائے ۔[13]

ایک مشہور قول ہے اگر کوئی کانٹا رکھے اور تم بھی کانٹا رکھ دو تو محض کانٹے ہی کانٹے جمع ہوں گے۔ عام اصول یہی ہے کہ سیدھوں کے ساتھ سیدھا اور ٹیڑھوں کے ساتھ ٹیڑھا لیکن واصلین باللہ کا اصول یہ شیوہ رہا کہ وہ ٹیڑھوں کے ساتھ بھی سیدھا رہتے ہیں۔ "صوفیاء کا اس بارے میں معیار اتنا بلند تھا کہ برا کہنا تو بڑی چیز ہے وہ برا چاہنے کو بھی روا نہیں رکھتے تھے۔ ایک صوفی کا قول ہے:

"برا کہنا بھی برا ہے لیکن برا چاہنا اس سے کہیں برا ہے۔"

صوفیاء نے رواداری کے ذریعے کئی ہندو، عیسائی اور یہودیوں کو مسلمان کیا ۔ غصے پر قابو پالیتے سے نہ صرف گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بلکہ انہیں ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔

صوفیاء کی صحبت میں محض بنی نوع انسان ہی نہیں بلکہ جملہ مخلوقات یعنی جاندار، چرند، پرند اور درند تک پل رہے ہوتے ہیں کیونکہ صوفی سب کے لیے باعث رحمت اور "لقد كان لكم فى رسول الله اسوة الحسنه" کی تفسیر ہوتا ہے۔

خواجہ صاحب (نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کرتے کہ روز قیامت بڑا انعام اسی کو ملے گا جس نے امت مسلمہ کی خوشی کے لیے ہر کام کیا۔ صوفیاء حضرات انسانی دنیا اور بالخصوص وطن عزیز کا موازنہ ایک ایسے باغ کے ساتھ کیا کرتے ہیں جس میں الگ الگ رنگوں اور الگ الگ خوشبوؤں کے پھولوں کی الگ الگ کیاریاں اپنے اپنے رنگ اور اپنی اپنی خوشبو سے پورے باغ کی زینت اور اس کی شان کو بڑھاتی ہیں۔ یہ تمثیل بڑی معنی خیز ہے کہ جس طرح ایک ملک میں مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے لوگ رہتے ہیں۔[14]

صوفیاء کا یہ کہنا ہے کہ تمام مسالک میں باہم رواداری بہت ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کو کھلے دل سے اہمیت دیں کیونکہ یہ سب مختلف رنگ ہیں۔ ان کی خوشبو الگ الگ ہے۔ کسی ایک کو سو فیصد سچا مان کر باقی سب کو باطل قرار دینا خلاف رواداری ہے۔

سلسلہ چشتیہ ہمیشہ سے اشرف المخلوقات کی روحانی وجسمانی تعلیم وتربیت میں کوشاں ہے اور یہاں سے کروڑہا متلاشی حقیقت تک پہنچے اور کروڑوں بھٹکے ہوؤں کو محبت الٰہی کا نور عطا ہوا۔ لمحہ بہ اپنے معبود کا ڈر، دینی خدمات کو دنیا کے لالچ سے بہرہ ور ہو کے سرانجام دینا، خود کو دوسروں سے کم تر سمجھنا، اپنی بجائے دوسروں کو عزت دینا اور دنیا سے بے رغبتی کا ہونا۔ حقیقت میں یہی اوصاف کاملہ ہیں جن سے اسلام کی ابتدا ہوتی ہے۔ اللہ کے محبوب بندوں کی زندگی انہی اخلاقیات کا مظہر ہوتی ہے۔ لہجوں میں پاکیزگی، سیرت میں تقدس، اشاعت اسلام میں اخلاص، دل کی روشن ضمیری اور کردار میں سراپا شفقت ہی تھی کہ معاشرے کی تاریکی کو اجالے میں بدل کر کے رکھ دیا۔

خلوص و محبت کے یہ عملی مجسمے، علم و آشتی کے سمندر، صبر و تحمل سے لبریز اور مخلوق کے قلوب واذہان کے ساتھ ساتھ وجود دنیا پر حکومت کی۔ یہی سراپا عقیدت و محبت کے محور ٹھہرے۔

شجرہ سلسلہ چشتیہ

- امیر المؤمنین سید نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[13] خواجہ امیر حسن، فوائد الفوائد، مترجم خواجہ حسن ثانی نظامی، ص70

[14] پروفیسر نثار احمد فاروقی، نقد ملفوظات، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، س1989ء، ص76

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

- حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ خواجہ سلطان ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ سدید الدین خذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ امین الدین ابی ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ خواجہ ابی الحق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ خواجہ ابی احمد دین فرسنافہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ خواجہ ابی محمد بن احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ المشائخ خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ خواجہ قطب الدین شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ خواجہ مخدوم حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ [15]

تعارف و کردار سلسلہ سہروردیہ

سلسلہ سہروردیہ کے بانی اول ابوالنجیب رحمۃ اللہ علیہ اور بانی ثانی شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ دونوں محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رہے ہیں۔ اسی صحبت کے باعث سلسلہ قادریہ اور سلسلہ سہروردیہ میں بڑی حد درجہ کی مماثلت پائی گئی ہے۔ اگر سلسلہ قادریہ اور سلسلہ سہروردیہ کو جڑواں بھائی قرار دیا جائے تو عین انصاف ہوگا کیونکہ دونوں سلاسل کا خاص تعلق رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو پاک میں سلسلہ قادریہ پہنچانے میں سلسلہ سہروردیہ نے اہم کردار ادا کیا۔

سلسلہ قادریہ میں جو رواداری موجود تھی وہی سلسلہ سہروردیہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ دوسروں سے استفادہ بھی رواداری کا ایک پہلو ہے کہ ایک عالم دوسرے کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس سے استفادہ کرے۔ کھلے دل کے ساتھ سب کو اہمیت دینا۔ یہ سلسلہ سہروردی کے خصائص میں ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں سلسلہ سہروردیہ کے بانی اول ابو النجیب کی صحبت میں رہے اور ان سے استفادہ کرتے رہے۔ سلسلہ سہروردیہ کے بانی شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ خود خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کرتے رہے۔ فقہی مسالک حصول علم میں رکاوٹ نہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فقہ حنبلی کی طرف رجحان رکھتے تھے جبکہ سلسلہ سہروردیہ کے بانی فقہ شافعی کی طرف میلان رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود آپ جناب عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں رہےاور مستفید ہوتے رہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سلسلہ سہروردیہ کے بانی یہ سمجھتے تھے کہ فقہی مسالک کا اختلاف یہ سبب نہیں بن سکتا کہ ہم کسی کی صحبت میں جانا چھوڑ دیں۔

---

[15] محمد علی سامانی، سیر محمدی، یونانی پریس سبزی منڈی الہ آباد، س831ھ، ص6

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

سلسلہ سہروردیہ میں اس خیال کی ترویج اور اشاعت کی گئی کہ اسلام کے نزدیک تمام انسان برابر ہیں۔کسی کو کسی پر رنگ، نسل، زبان یا علاقے کی بنیاد پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔اسلام اس نظریے کو غلط قرار دیتا ہے کہ انسان پیدائشی گناہگار ہے۔ جب وہ دنیا میں آتا ہے تو وہ بالکل معصوم ہوتا ہے۔ نیک یا برا وہ اپنے اچھے یا برے اعمال کی بنا پر بنتا ہے۔ اسے ہندوؤں میں موجود ذات پات کے نظریے کی نفی ہوئی اور ہر قسم کے انسان دوسرے کے قریب آئے ۔ اخوت اور محبت پیدا ہوئی۔ ہند کے لوگ بزرگوں سے متاثر ہوئے ۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ بلبل شاہ سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر کشمیر کا راجہ رنچین دیو اور دس ہزار افراد اسلام قبول کرتے ہیں۔

یہ نظریہ کہ سب انسان برابر ہیں جو اسلام نے دیا، سلسلہ سہروردیہ نے اسے اپنایاکیونکہ یہ نیکی کی نشرو اشاعت کے راستے میں آنے والی تمام رکاوٹوں کوختم کرتا ہے۔ ایک شخص کو چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم جب اسے کوئی عالم اپنے برابر عزت دے گا تو وہ بات سننے کے لیے تیار بھی ہو جائے گا پھر بڑی حد تک امکان ہوتا ہے کہ وہ ماننے کے لیے بھی تیار ہو جائے اور اس کی زندگی تبدیل ہو جائے۔

صوفیاء کے تمام سلاسل میں محبت و اخلاق کا درس دیا گیا ہے۔ سلسلہ سہروردیہ کے افراد بھی لوگوں میں محبت پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور ہر اس چیز سے اعراض برتتے تھے جس سے انسانوں میں تفریق و دشمنی پیدا ہو۔

سلسلہ سہروردیہ تعلیم کو عام کرنے میں بڑے فعال ثابت ہوئے تھے۔ شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ جو ہندوستان میں سلسلہ سہروردیہ کے بانی ہیں، نے مدرسہ بہائیہ قائم کیا جو بڑا مشہور ہوا تھا۔ کثیر تعداد میں طلباء زیر تعلیم رہتے تھے۔ لیکن علم پر کسی کی اجارہ داری نہیں تھی۔ آپ کے حلقہ درس میں ہندو اور مسلم دونوں موجود ہوتے تھے اور آپ علم میں بخل نہیں کرتے تھے۔ کوئی نسل یا خاندانی نسبت کسی کو کوئی تشریعی اور خصوصی حق نہیں دیتی ۔ ہر مسلم کا حق ہے کہ وہ علوم اسلامیہ میں تجربہ حاصل کرے۔ سہروردی علم کی اشاعت و ترویج کے لیے ہند میں بڑی کاوشیں کرتے نظر آتے ہیں۔ شیخ راجو کے ذمہ یہ تھا کہ وہ بمبئی، گجرات، کاٹھیا واڑہ اور سندھ کے لوگوں کو تعلیم و تربیت کے زیور سے مالا مال کریں اور تمام عمر انہوں نے اس ذمہ داری کو بڑی حسن و خوبی کے ساتھ سر انجام دیا۔

سلسلہ سہروردیہ کے بزرگوں نے لوگوں کی علمی خدمت بغیر کسی تفریق سرانجام دی۔ لیکن کسی دوسرے مذہب کو بگاڑا نہیں بلکہ مکمل اپنا نظریہ جو اسلام کی صورت میں ہے اسے برملا پیش کیا اور خود بھی اس کے مطابق زندگی گزاری۔ لیکن بعض مستشرقین نہایت متعصب گزرے ہیں ۔ جن کا کام اسلام کو بگاڑ کر غلط انداز میں پیش کرنا اور اس کے حسن و جمال کو مسخ کرنا تھا۔

سہروردیہ سلسلہ کے بانی شیخ شہاب الدین سہروردی مدظلہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفیاء کا ایک اہم خلق تحمل و مدارات ہے۔ جس کے سبب دوسروں کی دی گئی تکلیف تک برداشت کرتے ہیں۔ صوفی کو چاہیے کہ جاہلوں اور کمینوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور صبر و جمیل کے ساتھ پیش آئے۔ ان پر رحمت کی نظر سے دیکھے اور خدا کا شکر کرے کہ وہ خود ایسا نہیں جیسے یہ جاہل ہیں۔ اگر کہیں ایسے بدتمیز سے مقابلہ ہو جائے تو تحمل سے کام لے اور خاموش رہے جیسا کہ انبیاء کیا کرتے تھے۔ شاہ بن شجاع فرماتے ہیں کہ جو خلق خدا کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے اس کی دشمنی دراز ہو جاتی ہے اور جو خلق خدا کو حق کی نظر سے دیکھتا ہے وہ خلق خدا کو معذور سمجھتا ہے اور ان کی بدتمیزی پر دھیان نہیں دیتا۔

شجرہ سلسلہ سہروردیہ

- امیر المؤمنین سید نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
- حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ
- خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

- خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ
- خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
- خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
- خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ اسود احمد دینوری رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ ابومحمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ وجیہ الدین عبد القاہر سہر و ردی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہر وردی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ[16]

[16] ڈاکٹر شمیم محمود، احوال و آثار شیخ بہاؤالدین زکریا، مرکز تحقیقات فارسی راولپنڈی، س1974ء، ص10